بریلویت
حقائق کے آئینے میں

جس میں تقریباً دوسو (۲۰۰) بریلوی کتب اور رسائل سے مستند مکمل
حوالہ جات اور ۲۳۵ مکمل صفحات کے فوٹو عکسوں کے ذریعے ایسے
حقائق پیش کیے گئے ہیں، جن سے اکثر بریلوی علماء بھی واقف نہیں۔

اور

جن کا دفاع کسی دیانت دار بریلوی محقق کے لیے بھی مشکل ہی ہوگا۔

مصنف

پروفیسر حافظ غلام محمد میمن

پسند فرمودہ و دُعائیہ کلمات

حضرت مولانا محمد ابراہیم سجاولی صاحب

الجامعۃ الاسلامیہ باب الاسلام ٹھٹھہ سندھ

بریلویت کے سب اہم
پہلوؤں پر پہلی جامع کتاب

بریلویت
حقائق کے آئینے میں

جس میں تقریباً دو سو (۲۰۰) بریلوی کتب اور رسائل سے مستند مکمل
حوالہ جات اور 54 مکمل صفحات کے فوٹو عکسوں کے ذریعے ایسے
حقائق پیش کیے گئے ہیں، جن سے اکثر بریلوی علماء بھی واقف نہیں۔

اور

جن کا دفاع کسی دیانت دار بریلوی محقق کے لیے بھی مشکل ہی ہوگا۔

مصنف: پروفیسر حافظ غلام محمد میمن

ناشر: مکتبہ اصلاح و تبلیغ، حیدر آباد

کتاب:	بریلویت۔ حقائق کے آئینے میں
مصنف:	پروفیسر حافظ غلام محمد میمن صاحب
قانونی مشیر:	آفتاب احمد شیخ (ایڈوکیٹ) النور ایڈوکیٹس اینڈ کمپنی، ہائی کورٹ آف سندھ
صفحات:	452
فوٹو عکس والے صفحات:	54
جملہ صفحات:	506
طابع:	حافظ غلام محمد میمن صاحب مکان نمبر 2970/4، صحافی کالونی، نزد قادری مسجد، حیدرآباد (سندھ)
ناشر:	مکتبہ اصلاح وتبلیغ، حیدرآباد (سندھ)
ملنے کے پتے:	اقبال بک سینٹر، صدر، کراچی نور محمد کارخانہ تجارت وکتب، آرام باغ، کراچی قدیمی کتب خانہ، آرام باغ، کراچی مکتبہ فاروقیہ، شاہ فیصل کالونی نمبر 4، کراچی صابر حسین شمع بک ایجنسی، اردو بازار، لاہور

اور ملک کے بہت سے مشہور کتب خانوں سے فوری طلب کریں۔

تقریظ

محترم حضرت مولانا محمد ابراہیم میمن سجاولی صاحب مدظلہ العالی

مہتمم وشیخ الحدیث: مدرسہ باب الاسلام، ٹھٹھ (سندھ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

محترم دوست پروفیسر حافظ غلام محمد میمن سے میری ملاقاتوں اور صحبتوں میں تیزی سے اضافے اور استواری کی بنیادی وجہ تو ان کی تکلف اور تصنع سے بری اور خلوص ومحبت سے بھری شخصیت ہے۔ لیکن ایک خصوصی وجہ یا خاص محرک، ان کا علمی ذوق، وسیع مطالعہ، سوچ کی صحیح نہج اور عقائد کی پختگی ہے۔ بدعت کو وہ ختم نبوت سے عملی بغاوت سمجھتے ہیں، اور بریلوی اعمال وعقائد کو وہ کفر وایمان کی سرحد پر سمجھتے ہیں، جو کبھی اس طرف اور کبھی اُس طرف، لیکن اکثر اس طرف ڈولتے رہتے ہیں۔

اپنی معاشی ذمہ داریوں کی وجہ سے وہ ہمہ تن مصروف رہ کر سند یافتہ دینی عالم تو نہیں بن سکے، لیکن صبح وشام کے اوقات میں حفظ اور تجوید کے استاد نے شروع جوانی اور شروع علمی دور میں ان کو حکیم الامت حضرت علامہ مولانا اشرف علی تھانویؒ، اور لکھنؤ (بھارت) کے باوقار اور معتبر ماہوار رسالہ "الفرقان" اور اس ادارہ کی مطبوعات، اور اکابر علماء دیوبند وندوہ، اور ان کی کتابوں سے آشنا کر کے ان کے مطالعہ کے ذوق کو صحیح سمت عطا کر دی۔

ان ہی استاد مرحوم کی رہنمائی میں ان کو اس دور کے قطب الاقطاب حضرت مولانا حماد اللہ ہالیجویؒ سے بیعت اور کافی صحبتیں بھی نصیب ہوئیں۔ بعد میں حضرت مولانا عبدالکریم قریشیؒ پیر شریف والے سے بیعت، اور ہمارے استاد حضرت مولانا نور محمد سجاولیؒ، بانی ومہتمم مدرسہ باب الاسلام ٹھٹھ سے ان کے آخر دور میں طویل صحبتوں کے مواقع نصیب ہوئے، جن کی برکتوں سے ان کی سوچ اور مطالعہ کی نہج اور سمت ہر وقت درست رہی، اور اس میں نکھار آتا رہا۔

اسلامیات، اسلامی تاریخ اور حالات ومسائل حاضرہ پر منتخب معیاری کتب ورسائل پر مشتمل ان کی ذاتی لائبریری مجھے ایک طرح سے خود کفیل نظر آئی، جس میں آئے دن مفید اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ قدیم اور ماضی قریب کی تاریخ اور دور حاضر کے ایک سے زیادہ پہلو رکھنے والے واقعات،

جات کا حال وہی ہے، جیسا کہ مدینہ شریف کے مفتی حضرات نے لکھا ہے۔ اس لئے ان پر بھی قلم اٹھائی۔ اس طرح ۴۴۴ صفحات بمع ۴۴ فوٹو عکس کے ایک اور کتاب ''اسلامی عقائد میں بریلوی تحریف'' کے نام سے ۲۰۰۲ء میں سامنے لائی گئی۔ اس کو خصوصاً علمی حلقوں میں اس لئے سراہا گیا، کہ سب اہم عقائد کا ذکر پورے بسط وشرح سے ایک ہی جگہ آ گیا ہے۔ اور کئی اہم فوٹو عکس بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔

اس کے بعد ارادہ تھا، کہ عام مروج بدعات اور رسوم میں بھی یہ دکھایا جائے، کہ سب فقہی کتب، اور کئی معاملوں میں خود بریلوی حضرت بھی ان کے خلاف ہیں۔

یہ کتاب کیوں لکھی

لیکن کچھ حضرات کا خیال تھا، اور اصرار کے ساتھ رائے دی، کہ یہ مواد اردو زبان میں لایا جائے۔ ان کی بھی دلیل تھی، اور ہم کو بھی یہ نکتہ سمجھ میں آ گیا، کہ اگرچہ اردو میں یہ سب کچھ موجود ہے، اور ہم نے بھی یہ سب کچھ وہیں سے حاصل کیا ہے، لیکن وہ بہت سی کتابوں میں بکھرا ہوا ہے۔ اس لئے ان کو اختصار کے ساتھ ایک جگہ پر لانے سے اپنے اہم کاموں میں مشغول حضرات کے لئے ایک جگہ سے واقف ہونے کا ذریعہ بن جائے گا۔ جن کے لئے سب کتابوں کا حاصل کرنا اور پڑھنا بہت ہی مشکل ہے۔

ان کتابوں نے اس تصنیف کو ممکن بنایا

مصنف اس کو اپنی خوش قسمتی سمجھتا ہے، کہ بریلویت پر کتابوں کی تلاش کے شروع ہی دور میں ڈاکٹر خالد محمود صاحب کی کتاب ''مطالعہ بریلویت'' کی پہلی تین جلدیں اکٹھے ہم کو مل گئیں۔ جن کے حوالوں نے ہم میں تحریک پیدا کی، کہ ان کے حوالوں والی کتابیں حاصل کر کے اصل مکمل متن دیکھا جائے، اور اسی سے مزید تحقیق در تحقیق اور حوالہ در حوالہ والی کتابوں کی جستجو کا سلسلہ چل نکلا۔ ڈاکٹر صاحب کی کتاب کی ساتویں جلد آنے تک ہر ایک جلد نے ہماری بھرپور رہنمائی کی۔

اس طرح ہم اس کو بھی اپنی خوش بختی سمجھتے ہیں، کہ ہماری جستجو سے تھوڑا ہی پہلے قاری عبدالرشید مرحوم (قلمی نام انوار احمد) نے ''انجمن ارشاد المسلمین لاہور'' قائم کر کے، اس کی وساطت سے نہایت وسیع اشاعتی کام کیا۔ اپنے دور میں اعلیٰ حضرت کے حواریوں کا

پیچھا کرتے کرتے ان کو دیوار کے آخری کونے تک پہنچانے والے سید مرتضیٰ حسن چاندپوری کے نایاب ہوجانے والے تیئیس رسائل کو ''رسائل چاندپوری'' کے نام سے دو جلدوں میں پھر فراہم کیا۔ بریلوں کی بھی کئی نایاب ہوجانے والے اہم کتب ورسائل کو اپنے مبسوط اداریوں کے ساتھ شایع کروایا۔ موجودہ احیائے نو کی بریلوی مہم کا بھی بھرپور اور مدلل پیچھا کیا۔ آخر میں اسی مرحوم کی لیٹریری سے ہم کو کچھ انتہائی اہم نایاب بریلوی رسائل کی فوٹو اسٹیٹ کاپیاں ملیں۔ عین مہم کے عروج کے دور میں اس کی صرف ۴۸ برس کی عمر میں ناگہانی رحلت نے اس مہم کو روک دیا، ورنہ ہم جیسوں کو کسی کام کی ضرورت ہی نہیں رہتی! ہم مرحوم کو ہر وقت دعائیہ الفاظ اور مشکوریت کے احساس سے یاد کرتے ہیں۔

مولانا منظور نعمانیؒ سے ہم اپنے شروع علمی دور (۱۹۴۸ء) سے ہی متاثر رہتے آئے ہیں۔ وہ بھی مولانا چاندپوری ہی کے ساتھ اعلیٰ حضرتی ذریت کا پیچھا کرنے میں کافی وقت آگے آگے رہے۔ اس موضوع پر ان کی ان کتابوں نے بھی ہماری یاوری اور رہنمائی کی، جن کے نام ہم نے مراجع وماٰخذ والی لسٹ میں دیئے ہیں۔

ان تینوں حضرات کی یہ کتابیں نہ ملتیں، تو ہم ہرگز ہرگز کچھ بھی نہیں کرسکتے۔ اس لئے ہم اپنے کو ان تینوں حضرات کا خوشہ چین ہی سمجھتے ہیں، اس کے سوا کچھ نہیں۔ ہماری دونوں سندھی کتابوں اور زیرِنظر کتاب میں ہمارا حصہ صرف خوشہ چینی، تالیف، ترتیب مضامین کا انتخاب اور اپنا اندازِ بیان ہے، جو ہر شخص کا اپنا ہی ہوا کرتا ہے۔

اس کام کا اصل محرک ''بریلوی فتنے کا نیا روپ''

اس موضوع پر مکمل کر لکھنے کا خصوصی محرک ادارہ الفرقان لکھنؤ کی شایع شدہ، مولانا محمد عارف سنبھلی کی کتاب ''زلزلہ کا پوسٹ مارٹم عرف بریلوی فتنے کا نیا روپ'' ہی بنی موصوف کی ذکاوت حس نے بریلویت کی احیاءِ نو کی مہم کی پہلی ہی کتاب ''زلزلہ'' سے یہ تاڑ لیا، کہ یارلوگ اب کی بار اپنے پچھلے رکارڈ کا تجزیہ کر کے، نئی طرزِ بیان اور دلائل کے ساتھ میدان میں اترے ہیں، کہ جارحیت والی زبان اور کفری فتووں کی بجائے، اپنے اعلیٰ حضرت کو مظلوم بنا کر پیش کیا جائے، اور دیوبندیوں کو جارح اور خواہ مخواہ بریلوں کو بدنام کرنے والا ثابت کیا جائے۔ اس نے حضرت مولانا منظور نعمانی کو بھی یہ احساس دلا کر جواب لکھنے کی درخواست کی۔ مولانا نعمانی نے اپنی مجبوریوں کی وجہ سے جواب تو نہیں لکھا،

لیکن اس کی اہمیت کو تسلیم کر کے خود مولانا سنبھلی کو ہی یہ کام سونپا، اور اپنی مدد اور رہنمائی کی یقین دہانی کرائی، تا کہ امت کے عوام کو گمراہی سے بچایا جا سکے۔

بڑے بڑے فضلاء بھی اصل حقائق سے ناواقف ہیں

مولانا سنبھلی ہی نے کتاب کے دوسرے ایڈیشن کے مقدمہ کے آخر میں یہ بھی لکھا، کہ ''میرا ذاتی تجربہ ہے، کہ عوام اور عام علماء تو ایک طرف، بڑے بڑے مدارس کے اکثر فضلاء بھی اصل حقائق اور بریلوی تاریخ سے واقف نہیں ہیں، اور جب طبیب اور معالج ہی کسی مرض سے واقف نہ ہو، تو اس کا صحیح علاج کیسے کرے گا''۔

کتاب کے آخر میں لکھتے ہیں، کہ ہمارے علماء وفضلاء کو اپنی مسلسل مشغولیت کی وجہ سے فرصت بھی نہیں، اور طویل دور کی بریلویت کی مسلسل خاموشی سے اس فتنہ کو بالکل مردہ سمجھے بیٹھے تھے، (بریلویت کے تازہ احیاء تو کی گرما گرمی سے واقف ہی نہیں) نتیجے میں بڑے بڑے علماء اور اساتذہ تک اس فتنے کی حقیقت ونوعیت ناورامت کے حق میں اس کی زہرنا کی اور شدید مضرت سے بلکل ناواقف ہیں، تو پھر اس مرض کا علاج کیسے ہوگا ...... یہ بھی تجربہ ہے کہ بریلوی تکفیر کی حقیقت اور ان کی زبان وکردار کی کچھ ہی تفصیل ان کی کتابوں کے حوالوں سے سامنے لائی جائے، تو معمولی دینی شعور والا بھی اصل حقیقت تک پہنچ جاتا ہے، کہ یہ لوگ کس قسم کے دینی درد میں سب کچھ کررہے ہیں (خلاصہ)

ہمارا اپنا مشاہدہ

اس کی ایک مثال اس مصنف کے بھی سامنے ہے۔ زلزلہ میں اسی قسم کی فنکاری سے متاثر ہوکر عامر عثمانی جیسا جہاندیدہ اور بریلویت سے بھی کسی حد تک واقف شخص بھی اپنے رسالہ ''تجلی'' دیوبند میں زلزلہ کے حق میں ایک مبسوط تبصرہ لکھ بیٹھا۔ جس میں اپنے اساتذہ تک کی بھی خوب خبر لی۔ مولانا سنبھلی کی جوابی کتاب دیکھ کر اس نے تلافی اس طرح کی، کہ اسی رسالہ ''تجلی'' میں طویل تبصرہ لکھا۔ جس میں یہاں تک لکھا، کہ ''ہم نے اللہ سے دعا مانگی، کہ اے غفور الرحیم! زلزلہ پر تبصرہ کرتے ہوئے، ہمارے قلب میں بریلوی مکتبہء فکر کے بارے میں جو تھوڑا سا حسن ظن پیدا ہوا تھا، اس کے لئے ہمیں معاف کردے'' تھوڑا آگے لکھتے ہیں، کہ ''جو لوگ اس کتاب کا صرف ضمیمہ پڑھ لیں گے، وہ اس نتیجہ پر پہنچے بغیر نہ رہیں گے، کہ بریلوی علم کلام کے جسم میں کوئی بہت ہی خبیث اور غلیظ روح سمائی ہوئی ہے، جس کو نہ شرافت کی حس ہے، نہ حیا کا پاس، نہ شرم دنیا نہ خوف آخرت''۔

ان کا آخری جملہ ہے، ''کہ اس کتاب کو پڑھنے والے یہ ادراک کرسکیں گے، کہ بریلویت کا خمیر کسی مٹی سے اٹھا ہے''۔ اس مصنف کی سب لوگوں، علماء اور اہل فہم سے گذارش ہے، کہ کتاب ''زلزلہ'' اور اس کا یہ جواب ضرور پڑھیں۔

ادھر پاکستان میں کیسے کیسے ہتھکنڈے استعمال کئے جارہے ہیں، ان کی کافی تفصیل ہم نے اپنی اس کتاب میں جگہ جگہ بیان کی ہے۔ جو امید ہے کہ ہر ایک سمجھدار کو جھنجھوڑنے کے لئے کافی ثابت ہوگی۔

ہماری اس کتاب کا بنیادی محرک بھی مولانا سنبھلی کے ہی ایسے ہی احساسات تھے، جو ان کی تحریک اور قلم اٹھانے کا باعث بنے۔ اور عامر عثمانی کا اصل حالات سے ناواقفی پر تبصرہ، اور آگاہی کے بعد والے تبصرہ نے مزید عزم پیدا کیا۔ اسی لئے ہم نے کتاب کی ضخامت کا خیال نہ کرتے ہوئے، کافی عنوانات کو دائرے میں لے آنے کی کوشش ہے اور زیادہ سے زیادہ مکمل صفحات کے عکس دینے کی کوشش کی ہے۔

تصنیف وتالیف نہ اس کم علم مصنف کا پیشہ، نہ کوئی مالی منفعت، اس کی غرض ساری عمر پڑھانے اور پڑھنے میں ہی گذری، دوران مطالعہ دل کی گہرائیوں سے ایک داعیہ ابھرا، اور پہلے سندھی میں اور پھر اردو میں یہ کتاب لکھ ہی بیٹھے۔ کہتے ہیں، کہ ''دل سے جو آواز اٹھتی ہے، اثر رکھتی ہے''۔ خدا کرے کہ یہ کم مایہ کوشش کسی بڑی علمی اور محقق ہستی کے لئے کسی جامع اور پراثر تصنیف کا محرک بن جائے۔ جب تک اسی پر گذر کرتے رہنے سے بھی شاید بہتوں کا بھلا ہوجائے!

ہمارا ارادہ تھا، کہ کتاب کو مناظرانہ رنگ سے بھی پاک رکھیں گے، اور تنقید سے بھی حتی الامکان احتراز برتیں گے۔ لیکن موضوع ہی کچھ اس قسم کا ہے، اور یاروں کے کارنامے ہی کچھ ایسے ہیں، کہ ہم اس ارادہ کو نباہ نہیں سکے۔ لیکن ہم اس پر کسی معذرت کی بھی ضرورت نہیں سمجھتے۔ فریق ثانی پھر بھی ہم کو اس معاملے میں اپنے سے پانچ دس فی صدی کی حد کے اندر ہی پائے گی۔

اہل زبان نہ ہونے کی وجہ سے، کئی جگہ اہل زبان اور وسیع العلم حضرات کی ذہن